159280 ـ عورت اپنے متعلق کہے کہ وہ مسلمان نہیں تو کیا اسلام سے خارج ہو جائیگی ؟

سوال

كچھ عرصہ قبل ميرے ايك دوست نے ايك لڑكى سے شادى كى جس نے شادى سے كچھ عرصہ قبل ہى اسلام قبول كيا تھا، ليكن اس لڑكى كى عادت ہے كہ وہ عام طور پر كہہ ديتى ہے ميں مسلمان نہيں، ميں عيسائى ہوں، اس نے يہ بات كئى بار كہى ہے.
ميرا سوال يہ ہے كہ كيا يہ چيز اسے اسلام سے خارج كر دے گى چاہے اس نے غصہ كى حالت ميں ہى كہا ہو، اور كيا اسے دوبارہ اسلام قبول كرنا ہوگا، اور تجديد نكاح بھى كيا جائيگا يا نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر كوئى مسلمان شخص اپنے بارہ ميں يہ كہے كہ وہ غير مسلم ہے، يا پھر كہے وہ يہودى يا عيسائى ہے تو اس كا يہ قول دين اسلام سے ارتداد اور كفر كى طرف پلٹنا شمار كيا جائيگا.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور اگر وہ كوئى ايسى بات كہے جو اسے دين اسلام سے خارج كر دے، مثلا وہ كہے: وہ يہودى يا عيسائى يا مجوسى ہے، يا اسلام سے برى ہے، يا قرآن مجيد سے برى ہے يا نبى صلى اللہ عليہ وسلم سے برى ہے، تو يہ شخص كافر اور مرتد ہوگا، ہم اس كے اس قول كو ليں گے " انتہى

ديكھيں: شرح الممتع (6 / 279).

ليكن اس كا يہ معنى نہيں كہ جس نے بھى يہ قول كہا وہ كافر اور مرتد ہوگا، بلكہ اس كے كئى حالات ہيں، كيونكہ ہو سكتا ہے اس پر مرتد كا حكم لگانے ميں كوئى مانع پايا جاتا ہو اس ليے يہ عام نہيں ہوگا.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كسى مسلمان شخص پر كفر كا حكم لگانے كى شروط بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

اس بنا پر كسى بھى مسلمان شخص پر كفر كا حكم لگانے سے قبل دو چيزيں ديكھنا ضرورى ہيں:

اول:

وہ قول یا عمل جو کفر کا موجب ہے اس پر کتاب و سنت کی دلیل ہونی چاہیے.

دوم:

اس حکم کو معین شخص یا معین فاعل پر اس طرح لاگو کیا جائے کہ اس میں اسے کفر قرار دینے کی سب شروط پائی جائیں، اور کوئی بھی مانع نہ پایا جاتا ہو.

اہم شروط یہ ہیں:

اسے علم ہو کہ اس کی مخالفت کرنے سے کفر لازم آتا ہے اور وہ کافر ہو جائیگا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی بھی ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلے ہمیں اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جس طرف وہ خود متوجہ ہوا ہے، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور یہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے النساء (115).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور اللہ تعالی ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تك کہ ان چیزوں کو صاف صاف بیان نہ کر دے جن سے وہ بچیں اور اجتناب کریں، بیشك اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتا ہے التوبۃ (115).

اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے کہ: اگر کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہوا ہو اور وہ فرائض کا انکار کرے تو اسے اس وقت تك کافر نہیں کہا جائیگا جب تك اس کے سامنے وہ سب کچھ بیان نہ کر دیا جائے.

اور موانع میں درج ذیل اشیاء شامل ہیں:

- اس شخص سے کوئی ایسی چیز بغیر ارادہ کے وارد ہو جائے جس سے کفر لازم آتا ہے، اور اس کی کئی صورتیں ہیں:

ایك صورت تو یہ ہے کہ: اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا جائے، تو وہ اس مجبوری کی بنا پر اس فعل یا قول کا مرتکب ہو، نہ کہ اطمنان کے ساتھ، تو اس حالت میں اسے کافر نہیں قرار دیا جائیگا.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار

ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے النحل (106).

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ: بہت زیادہ خوشی یا پھر خوف وغیرہ کی بنا پر اس کی سوچ ختم ہو جائے اور اسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس کی دلیل صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث ہے:

انس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ سبحانہ و تعالی کو اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ تم میں سے کوئی ایك شخص اپنی سواری کے ساتھ بےآب و گیاہ زمین میں سفر پر ہو اور اس کی سواری گم ہو جائے جس پر اس کا کھانا پینا ہو اور وہ اس کے ملنے سے ناامید ہو کر ایك درخت کے سایہ کے نیچے آ کر لیٹ جائے، وہ اپنی سواری کے ملنے سے ناامید ہو چکا ہو کہ اچانك اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو اور وہ اس کی نکیل پکڑ کر خوشی کی شدت سے یہ الفاظ کہہ بیٹھے: اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں، وہ خوشی کی شدت سے غلط الفاظ نکال بیٹھے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2747). انتہی

ماخوذ از: القواعد المثلی من مجموع الفتاوی (3 / 343 - 344).

اس بنا پر جس نے اپنے بارہ میں یہ کہا ہو کہ: " وہ غیر مسلم اور عیسائی ہے " اس کی حالت کو دیکھا جائے.

اگر تو یہ کلمہ اس کی زبان پر بغیر ارادہ و قصد کے جاری ہوا اور اس نے غلطی سے کلام کر لی تو اس حالت میں وہ کافر نہیں ہوگی، بلکہ بالکل اسی شخص کی طرح معذور کہلائیگی جس نے خوشی کی شدت میں آ کر " اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں " کہا تھا.

اور اگر اس عورت نے یہ کلمہ شدت غضب اور غصہ کی حالت میں کہا کہ وہ جذبات کی شدت میں آ کر اپنے اوپر کنٹرول نہ کر سکی اور یہ کلمات کہہ دیے تو بھی وہ معذور کہلائیگی اور اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، اس کی دلیل موسی علیہ السلام کا درج ذیل قصہ ہے:

جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے ہوئے پایا تو ان پر بہت غصہ ہوئے، اور شدت غضب کی بنا پر تختیاں رکھ کر بھائی کی داڑھی پکڑ کر اسے کھنچنے لگے تو اللہ سبحانہ و تعالی نے نہ تو تختیاں رکھنے پر موسی علیہ السلام کا مؤاخذہ کیا، اور نہ ہی اپنے بھائی ہارون کو پکڑ کر کھینچنے پر مؤاخذہ کیا حالانکہ ہارون علیہ السلام بھی موسی علیہ السلام کی طرح نبی تھے.

اور اگر موسی علیہ السلام ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے اہانت کے ساتھ تختیاں رکھتیاں رکھتے تو یہ بھی عظیم تھا، اور اگر کوئی انسان کسی نبی کو اس کی داڑھی سے یا سر سے پکڑ کر کھینچتا اور نبی کو اذیت و تکلیف دیتا ہے تو یہ کفر ہے.

لیکن جب موسی علیہ السلام کی جانب سے یہ شدید غصہ اللہ سبحانہ و تعالی کے لیے تھا کہ قوم نے جو کچھ کیا اس پر غصہ ہوئے تو اللہ سبحانہ و تعالی نے انہیں معاف کر دیا، اور نہ تو تختیاں پھینکنے پر اور نہ ہی اپنے بھائی کو کھینچنے پر مؤاخذہ کیا " انتہی

فضيلۃ الشيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (1 / 375- 377).

اور موسی علیہ السلام کا تختیاں جلدی سے نیچے رکھ دینے کی دلیل درج فرمان باری تعالی ہے:

اور جب موسی (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی ؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کی، اور جلدی سے تختیاں ایك طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے (ہارون علیہ السلام) نے کہا: کہ اے میرے ماں جائے ان لوگوں نے مجھ کو بےحقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تم تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کرو الاعراف (150).

لیکن اگر اس عورت نے یہ کلام اپنے اختیار اور قصدا کہی یا پھر غصہ کم تھا کہ اس حد تك نہیں پہنچا کہ اس کے ہوش و حواس پر پردہ پڑ جائے بلکہ ہوش و حواس قائم تھے اور اس کے اختیار اور ارادہ پر اثرانداز نہیں ہوا تو یہ کلام کفر اور اسلام سے ارتداد شمار ہوگی؛ خاص کر اس کے حق تو ضرور جس کی یہ عادت ہی بن جائے، جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے یہ معاملہ بہت خطرناك ہے، اور اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان اس کے دل میں جاگزیں نہیں ہوا.

بلکہ ان الفاظ کو ادا کرنے والے کے دین کے لیے یہ بہت ہی خطرناك ہیں، چاہے اس کے ذہن میں دین اسلام سے خارج ہونا نہ بھی ہو، اور اگرچہ اسے اس کا علم بھی نہ ہو تو بھی اس کے دین کے لیے خطرناك کلمات ہیں.

عبد اللہ بن بريدۃ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی قسم اٹھا کر کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں، اگر تو وہ (قسم میں) جھوٹا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا اس نے کہا، اور اگر وہ (قسم میں) سچا ہے تو پھر وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹا "

مسند احمد حدیث نمبر (22497) سنن ابو داود حدیث نمبر (2836) سنن نسائی حدیث نمبر (3772) سنن ابن ماجہ

حدیث نمبر (2100) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم:

رہا یہ کہ وہ عورت اسلام کی طرف واپس کیسے پلٹ سکتی ہے - اگر اس پر کفر کی حالت کا اطلاق ہوتا ہے تو - وہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو سکتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دین اسلام کے مخالف ہر دین سے برات کا اظہار کرنا ہوگا.

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (7057) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

سوم:

رہا مسئلہ اس کے مرتد ہونے کے اثرانداز ہونے کا - اگر بالفعل وہ مرتد ہو چکی ہے تو - یہ دیکھنا ہوگا کہ اگر وہ رخصتی اور دخول سے قبل مرتد ہوئی تو عام علماء کرام کے ہاں فوری طور پر اس کا نکاح فسخ ہو جائیگا، اس لیے اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوباہ نکاح کرنا ہوگا.

اور اگر وہ رخصتی اور دخول کے بعد مرتد ہوئی ہے تو پھر یہ معاملہ اس کی عدت کے ختم ہونے پر موقوف ہے، اگر وہ عدت کے اندر اندر اسلام میں واپس آ جاتی ہے تو وہ پہلے نکاح پر ہی رہیں گے، اور اگر وہ عدت ختم ہونے کے بعد اسلام میں واپس آتی ہے تو نکاح فسخ ہو جائیگا.

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (132976) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .